Al-Mīthāq *(Research Journal of Islamic Theology)*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 04, **Issue** 04, October - December 2025, **PP**: 28-36
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند از مفتی محمد شفیع میں مذکور مقاصدِ شریعت اور قواعد فقہیہ کا تحقیقی جائزہ

A Research Based Study of the Objectives of Sharī'ah and Juristic Legal Maxims as Mentioned in the Fatawa of Dārul 'Ulūm Deoband by Muftī Muḥammad Shafī'

1. Saifullah
(Corresponding Author)
khuzaimsaif1234@gmail.com
PhD Scholar,
Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan.

2. Dr. Ashfaq Ahmed
aahmed@gudgk.edu.pk
Assistant Professor,
Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan.

How to Cite: Saifullah and Dr. Ashfaq Ahmed. 2025: "A Research Based Study of the Objectives of Sharī'ah and Juristic Legal Maxims as Mentioned in the Fatawa of Dārul 'Ulūm Deoband by Muftī Muḥammad Shafī'". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 4 (04): 28-36.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
20-11-2025	14-12-2025	22-12-2025

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

DRJI, Advanced Sciences Index, CiteFactor, Asian Research Index, SCI, Google Scholar, اردو جرائد اشاریہ, تحقیقات تحقیقاتی اشاریہ, ADL Asian Digital Library, EuroPub

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند از مفتی محمد شفیع میں مذکور مقاصدِ شریعت اور قواعد فقہیہ کا تحقیقی جائزہ

A Research Based Study of the Objectives of Sharī'ah and Juristic Legal Maxims as Mentioned in the Fatawa of Dārul 'Ulūm Deoband by Muftī Muḥammad Shafī'

1. **Saifullah**
   PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan.
   khuzaimsaif1234@gmail.com

2. **Dr. Ashfaq Ahmed**
   Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan.
   aahmed@gudgk.edu.pk

Abstract

This research article presents an analytical study of the application of Maqāṣid al-Sharīʿah (the objectives of Islamic law) and major Qawāʿid Fiqhiyyah (juristic maxims) in Fatāwā Dār al-ʿUlūm Deoband authored by Mufti Muhammad Shafiʿ (d. 1396 AH). The study highlights Mufti Shafiʿ's distinguished juristic methodology, developed during his tenure as Ṣadr Mufti of Dār al-ʿUlūm Deoband (1349–1362 AH), and later continued in Karachi. It demonstrates how his fatwas consistently balance textual evidences with higher objectives of the Sharīʿah, particularly the preservation of religion, life, intellect, lineage, and wealth. Through a thematic and analytical approach, the research examines numerous fatwas in which Mufti Muhammad Shafiʿ explicitly or implicitly employed maqāṣid-oriented reasoning, precautionary principles, and well-established juristic maxims such as al-ḍarūrāt tubīḥ al-maḥẓūrāt (necessities permit prohibitions), lā ḍarar wa lā ḍirār (no harm and no reciprocating harm), al-ʿurf muʿtabar (custom is legally recognized), and al-ḍarar yuzāl (harm must be eliminated). The article shows that while remaining firmly rooted in the Hanafi legal tradition, Mufti Shafiʿ adopted a pragmatic and socially conscious approach, particularly in matters related to modern challenges, public welfare, health crises, economic transactions, and social customs. The study concludes that Fatāwā Dār al-ʿUlūm Deoband represent a comprehensive and balanced model of applied Islamic jurisprudence, wherein adherence to classical principles is harmonized with consideration of societal realities and public interest. The research emphasizes the contemporary relevance of Mufti Muhammad Shafiʿ's juristic methodology and recommends further comparative, thematic, and digital research on this significant corpus to facilitate its effective use in addressing modern legal and ethical issues in the Muslim world.

Keywords: *Maqāṣid al-Sharīʿah, Legal Maxims, Mufti Muhammad Shafiʿ, Islamic Jurisprudence, Islamic Thought.*

تمہید

مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ (المتوفی، 1396ھ)، مفتی عزیز الرحمن عثمانی رحمہ اللہ (المتوفی 1347ھ) کے خصوصی شاگرد اور تربیت یافتہ تھے۔ مفتی صاحب کو آپ پر بڑا فخر اور اعتماد تھا چنانچہ آپ کی تدریس کے آغاز ہی سے آپ کے استاد بعض استفتاء آپ کے حوالے کر دیتے تھے اور جب 1344ھ میں مفتی عزیز الرحمن دارالعلوم سے مستعفی ہو گئے تو چند سال مولانا ریاض الدین وغیرہ مختلف علماء سے افتاء کی خدمت متعلق رہی پھر 1349ھ میں حضرت مفتی شفیع صاحب کو دارالافتاء میں صدر مفتی کے

جلیل القدر منصب پر فائض کیا گیا اور 1362ھ میں آپ دارالعلوم سے مستعفی ہو گئے۔ لیکن عوام و خواص کے رجوع اور اپنے شیخ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی ہدایت کی بنا پر افتاء کا سلسلہ جاری رکھا۔ تاہم 1362ھ سے 1371ھ تک نو سالوں میں جو فتاویٰ آپ کے گوہر بار قلم سے نکلے انہیں محفوظ نہیں کیا جا سکا پھر 1371ھ میں آپ نے دارالعلوم کراچی کے شعبہ افتاء سے جو فتاویٰ لکھے ان کی نقل محفوظ کی گئی جن کی تعداد 7092 ہے۔ آپ نے جدید مسائل کو اجتماعی آرا سے حل کرنے کے لیے ایک مجلس بھی مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کے نام سے قائم کی تھی جس میں علامہ یوسف بنوری، مفتی رشید احمد رحمہم اللہ اور دارالعلوم کراچی اور شہر کے خاص خاص اہل علم شریک ہوتے تھے اور ہر ماہ اس مجلس کے تحت اجلاس منعقد ہوتے تھے اور پیش آمدہ مسائل کی اجتماعی طور پر تحقیق کی جاتی تھی۔[1]

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں مقاصدِ شریعت اور قواعد فقہیہ کا اجراء

کہا جا سکتا ہے کہ آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں سب سے نمایاں اور غالب پہلو جس کا تسلسل کبھی ختم نہیں ہوا وہ افتاء ہے۔ فتویٰ میں آپ نے فقہی قواعد اور مقاصد شریعت کو مد نظر رکھا۔ بہت سارے مسائل میں ایسے فقہی قواعد سے کام لیا جو عرف اور تعامل کے مطابق ہیں اور مقاصدِ شریعت کو اپنے فتاویٰ میں نمایاں انداز میں مد نظر رکھا چنانچہ فتاویٰ لکھتے وقت آپ اس پہلو سے بہت غور کرتے تھے کہ اس کا جواب کیسا ہو گا مثلاً کوئی چیز مباح ہے اور مقاصد شریعت کو سامنے رکھتے ہوئے یہ دیکھا اگر اس سلسلہ میں کھلی چھوٹ دی جائے تو معصیت تک پہنچنے کا اندیشہ ہے تو مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے فتوی کے بجائے یہ مشورہ لکھا کہ یہ عمل مناسب نہیں ہے یا اس سے گریز کرنا چاہیے۔[2]

مقاصدِ شریعت میں مفتی محمد شفیع کا فہم

مفتی محمد شفیع کے نزدیک مقاصد شریعت نصوص کے تابع ہیں نصوص مقاصد کے تابع نہیں۔ مقصد کو دلیل کے مقابل نہیں لایا جا سکتا مگر جہاں نصوص میں وسعت ہو وہاں مقصد رہنمائی کرتا ہے انہوں نے مقاصد کو اصولی توازن کے ساتھ استعمال کیا نہ کہ جدید طرز کے مقاصد پرستی کے ساتھ۔ اس کا لحاظ اس طرح کیا ہے کہ حفاظت دین کے تحت عقائد، عبادات، اور شعائر میں کسی مصلحت کو بنیاد بنا کر تبدیلی قبول نہیں کی مثلاً نماز حجاب، سود، شراب جیسے مسائل میں کسی سماجی دباؤ کو معتبر نہیں مانا بلکہ مقصد دین کی حفاظت کو مقدم رکھا۔ جبکہ جان کے تحفظ سے متعلق مسائل میں رخصتوں کو وسعت دی حرج اور مشقت کو کم کیا مثلاً شدید بیماری میں روزہ چھوڑنے کی اجازت دی ہنگامی حالات میں بعض معمولات میں تخفیف کا فتوی دیا۔ ایسے ہی حفاظت عقل کے تناظر میں نشہ آور اشیاء کے بارے میں جدید صورتوں دوائیں، کیمیکل کو بھی خمر کے حکم میں شامل کیا۔ حفاظت نسل کے حوالے سے نکاح، طلاق اور خاندانی نظام میں سخت شرعی حدود کی پابندی مگر مصالحت کی بھرپور ترغیب کے ساتھ فتاوی تحریر فرمائے۔ چنانچہ طلاق کے فتاوی میں جلد بازی کی حوصلہ شکنی اور خاندان کے ٹوٹنے کو ناپسند کیا۔ حفاظت مال کے تناظر میں سود، جوا اور دھوکے پر مبنی کاروبار پر سختی سے نکیر فرمائی مگر جائز تجارت میں وسعت کے فتاوی دیے چنانچہ جدید بینکاری کے بعض مسائل اور انشورنس کی متبادل صورتیں، سرکاری قوانین اور عدالتی نظام میں حفظ مال کے مقصد کو نمایاں رکھا۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند از مفتی محمد شفیع کا پس منظر

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کے 1349 ہجری سے 1362 ہجری تک لکھے گئے فتاوی کا مجموعہ ہے جو آپ

نے دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی ہونے کی حیثیت سے لکھے تھے۔ آپ کے قلم سے جاری فتاویٰ کی تعداد تقریباً ڈیڑھ لاکھ ہے جن میں سے ایک حصہ امداد المفتین کے نام سے شائع ہوا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کا نام امداد الفتاویٰ تھا تو آپ نے اس مناسبت سے اس فتاوی کا نام امداد المفتین رکھا۔ اسے آپ نے خود پہلے آٹھ مختصر جلدوں میں مرتب کیا تھا جو دارالاشاعت دیوبند سے شائع ہوئے تھے لیکن اس وقت فتاوی میں تبویب و ترتیب نہ تھی جس کی وجہ سے ان سے مسئلہ نکالنا کافی مشکل تھا۔ پاکستان ہجرت کے بعد حضرت نے عزیز الفتاویٰ اور امداد المفتین دونوں کے علیحدہ علیحدہ تبویب و ترتیب کرا کے بہت سی اصطلاحات کے بعد 1383 ہجری میں کراچی سے یہ عظیم الشان ذخیرہ دو جلدوں میں دارالاشاعت کراچی سے شائع کرایا۔ پہلی جلد میں عزیز الفتاویٰ اور دوسری جلد میں امداد المفتین ہے چونکہ یہ دونوں فتاوی دار العلوم دیوبند میں لکھے گئے اس لیے آپ نے اپنی زندگی میں ان دونوں فتاوی کو فتاوی دارالعلوم دیوبند کے نام سے شائع کیا۔[3]

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں مذکور مقاصدِ شریعت کا جائزہ

ذیل میں فتاویٰ دارالعلوم دیوبند از مفتی محمد شفیع سے بعض فتاویٰ کو نظائر کے طور پر نقل کیا جاتا ہے جو مقاصد شریعت کا لحاظ کر کے مرتب کیے گئے ہیں۔

مقصدِ اوّل: حفظُ الدِّین

حفظ دین کے سلسلے میں مفتی صاحب نے کتاب الایمان کا باب قائم کیا اور اس کے تحت متعدد فتاویٰ تحریر کیے۔ ان میں سے ایک فتویٰ یہ ہے:

سوال: لا تكفر اهل قبلتك حدیث ہے یا نہیں اور اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب: حدیث لا تكفر اهل قبلتك کے متعلق جو اباً عرض ہے کہ ان لفظوں کے ساتھ تو یہ جملہ کسی حدیث کی کتاب میں نظر سے نہیں گزرا لیکن اس مضمون کے جملے بعض احادیث میں وارد ہیں۔ مگر قادیانی ہے مبلغ جو ان الفاظ کو ناتمام نقل کر کے اپنے کفر کو چھپانا چاہتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں جیسے قرآن سے کوئی شخص لا تقربو الصلوۃ نقل کرے کیونکہ جن احادیث میں اس قسم کے الفاظ واقع ہیں ان کے ساتھ ایک قید بھی مذکور ہے یعنی بذنب او بعمل وغیرہ کی غرض یہ کہ کسی گناہ و معصیت کی وجہ سے کسی اہل قبلہ کو یعنی مسلم مسلمان کو کافر مت کہو چنانچہ بعض روایت میں اس کے بعد ہی یہ لفظ بھی منقول ہیں الا ان ترو کفراً بواحاً الیمنی جب تک کفر صریح نہ دیکھو کافر مت کہو۔ خواہ گناہ کتنا بھی سخت کرے۔[4]

مفتی صاحب نے اس فتویٰ میں حفظ ایمان کی غرض سے اہل قبلہ کی کسی گناہ کی وجہ سے تکفیر سے روکا ہے۔

مقصدِ دوم: حفظُ النّفس

جان کی حفاظت کے سلسلے کے فتاویٰ میں سے اہم فتویٰ یہ ہے:

سوال: ہیضہ اور طاعون اور چیچک کو عربی میں کن الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں اور اس میں مبتلا ہونے کے کیا اسباب ہیں؟

الجواب: ہیضہ خود عربی لفظ ہے اور طاعون بھی اور چیچک کو عربی میں جدری کہا جاتا ہے ظاہری اور عام اسباب

اس میں مبتلا ہونے کے مادی ہوتے ہیں ان اسباب سے بچا جائے کیونکہ حفظ جان مامور من اللہ ہے اور کبھی کسی گناہ پر تنبیہ کرنے کے لئے بطور قہر الٰہی مسلط ہو جاتے ہیں اس کا باطنی اور روحانی علاج صدقہ واستغفار ہے نہ کہ اور سرکشی وطغیانی اور شرک ومعصیت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔[5]

مقصدِ سوم: حفظُ العقل

حفظ عقل کے سلسلے میں مفتی صاحب نے باب التداوی یعنی علاج معالجہ کے مسائل کا باب قائم کیا ہے۔اس باب مذکور فتاویٰ میں سے ایک مسئلہ درج ذیل ہے:

سوال: ایک طریقہ علاج کا علاج بالکی بھی ہے آنحضرت سے اونٹوں کو داغ دینا احادیث سے بھی ثلات ہے معلوم نہیں کہ انسانوں میں مشروع ہے یا نہیں؟

الجواب: احادیث قولیہ اس بارے میں مختلف ہیں بعض میں داغ دینے کی ممانعت وارد ہے اور بعض میں جواز اور فعلی حدیث میں صحیح میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خود کبھی ایسا علاج نہیں کیا۔ کما صرح بہ الحافظ في فتح الباری اور توفیق بین الروایات یہ ہے کہ نہی تنزیہ پر محمول ہے اور جواز اپنی اصل پر۔ کما ذکرہ الامام القطلاني في المواھب ولفظہ حاصل الجمع ان الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لا یدل علی المنع بل یدل علی ان ترکہ ارجح من فعلہ ولذا وقع الثناء علی تارکہ واما النھي عنہ فامّا علی سبیل الاختیار والتنزیہ واما فیما لا یتعین طریقاً إلی الشفاء مواھب لدنیہ۔ اس لئے فقہاء حنفیہ نے اس بارے میں یہ اختیار فرمایا ہے کہ یہ علاج فی نفسہ جائز ہے مگر بلا ضرورت شدید خلاف اولی ہے اور چہرہ پر اس کا عمل کرنا مکروہ ہے۔[6]

مقصدِ چہارم: حفظُ النَّسل

نکاح اور طلاق کے مسائل حفظ نسل کے قبیل سے ہیں۔ مفتی صاحب نے اس عنوان پر کثیر تعداد میں فتاویٰ تحریر کیے ہیں چنانچہ ایک فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

تن بخشی کی جو صورت اوپر لکھی گئی ہے اس سے نکاح تو منعقد ہو جاتا ہے بشرطیکہ یہ شخص اس عورت کا کفو ہو اور مہر مثل پر نکاح کیا گیا ہو کیونکہ شرائط نکاح امام اعظم ابو حنیفہ کے مذہب پر متحقق ہو گئے لما في الھدایۃ وغیرہ لیکن ایسا کرنا سخت بے شرمی اور بری حرکت ہے حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ اور در حقیقت نکاح اور زنا کے درمیان فرق کرنے والی چیز اعلان ہی ہے اگر اس طرح خفیہ نکاح جاری کر دیئے جائیں تو زناکاری کا دروازہ کھل جائے گا۔ اس لئے ایسا کرنا گناہ ہے مگر نکاح درست ہو جاتا ہے کیونکہ شاہدین اور دوسری شرائط نکاح موجود ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلا نکاح صحیح ہو گیا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوسرا نکاح حرام ہے جب تک پہلا خاوند طلاق نہ دے اور اس کی عدت نہ گزر جائے۔ لقولہ تعالیٰ والمحصنت من النساء الآیۃ البنت الرمان بآپ کو اس خفیہ نکاح کی اطلاع نہیں تو دوسرے نکاح کرنے میں گناہ گار نہ ہوں گے۔ بلکہ اس کا گناہ فقط لڑکی پر اور ان لوگوں کی گردن پر رہے گا جن کو اس خفیہ نکاح کی اطلاع تھی اور انہوں نے نکاح ثانی کی خبر سننے پر بھی اس کے والدین کو اطلاع نہ کی۔[7]

اسی طرح ایک اور سوال کے جواب میں رقم طراز ہیں:

چھوٹے بچے کی پرورش کا حق ماں کے بعد ثانی کو ہے اور وہ لڑکے کو سات سال کی عمر تک آپی پرورش میں رکھ سکتی ہے اور اس زمانہ میں جہ کا تمام خرچ باپ کے ذمہ ہوگا اور اگر چہ کا خود کوئی مال وجائیداد ہے تو اس میں سے خرچ کیا جائے گا۔[8]

مقصدِ پنجم: حفظُ المال

مال کی حفاظت بھی مقاصد شریعہ میں سے ہے۔ اسی وجہ سے مفتی صاحب نے حفظ المال کے لیے متعدد فتاویٰ جاری کیے ہیں ان میں سے ایک فتویٰ یہ ہے:

اصل یہ ہے کہ صورت مندرجہ سوال میں بیع کا معاملہ شرعاً بھی مکمل ہو چکا ہے۔ اب مشتری کو بدون رضا بائع کے واپسی کا کوئی اختیار نہیں ہے بلکہ اس کو زر ثمن ادا کرنے اور مبیع پر قبضہ کرنے کے لئے مجبور کیا جاسکتا ہے۔ شرعی ضابطہ تو یہی ہے اور جہاں تک معلوم ہے موجودہ حکومت کا قانون میں ہے کہ تکمیل معاہدہ کا دعوی اس پر ہو سکتا ہے اس لئے بائع کو حق حاصل ہے کہ دعوی کر کے اس کو تکمیل معاہدہ پر مجبور کرے اس صورت میں زربیعانہ کی واپسی اور اس سے بائع کے ضرر کا سوال ہی نہیں رہتا اور اگر کسی وجہ سے بائع دعویٰ نہیں کرتا تو زر بیعانہ کی واپسی لازم ہے۔ اس سے جو ضرر بائع کو لازم آتا ہے اس کا وہ خود ذمہ دار ہے کہ دعوی کیوں نہیں کرتا ۔ یہ تو اصل ضابطہ کا جواب ہے باقی ایک تدبیر اور بھی ہے جس میں زربیعانہ واپس بھی ہو جائے اور مفسدہ وضرر کا تحمل بھی لازم نہ آوے وہ یہ کہ کچھ عرصہ تک زربیعانہ اپنے پاس محفوظ رکھے تا کہ مشتری سمجھ لے کہ وہ روپیہ ضبط ہو گیا پھر کسی طریق سے اس کو پہنچاوے جس سے وہ یہ نہ سمجھے کہ زربیعانہ واپس کر رہے ہیں کوئی چیز خرید کر دیدے یا نقد روپیہ ہدیہ وغیرہ کے نام سے خواہ خود بلاواسطہ یا کسی دوسرے شخص کے واسطہ سے اس کو پہنچاوے زربیعانہ کی وپسی کا لازم وضروری ہونے کی دلیل یہ ہے کہ شریعت میں تعزیر مالی جائز نہیں رد المحتار باب التعزیر میں جمہور کا اس پر اتفاق منقول ہے۔[9]

فتویٰ سے مفتی صاحب کا یہ انداز نمایاں ہے کہ وہ اصل مسئلہ تو بیان کرتے ہی ہیں تاہم اس میں مشکل پیش آنے کی صورت میں تدبیر اور مشورہ کی غرض سے بھی کوئی سبیل بیان فرماتے ہیں تا کہ سائل کی مشکل کا شرعی حل فراہم کیا جاسکے۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند از مفتی محمد شفیع میں مذکور قواعد فقہیہ کا جائزہ

قواعدِ فقہیہ وہ کلی اصول ہیں جو فقہی جزئیات سے ماخوذ ہوتے ہیں اور بے شمار فروعی مسائل پر یکساں طور پر منطبق ہوتے ہیں۔ فتاویٰ کی ترتیب اگر ان قواعد کی روشنی میں کی جائے تو نہ صرف فقہی استدلال مضبوط ہوتا ہے بلکہ مسائل کی تفہیم اور تطبیق بھی آسان ہو جاتی ہے۔ مفتی صاحب نے اپنے بہت سے فتاویٰ میں قواعد فقہیہ کا اعتبار کیا ہے ذیل میں بطور نمونہ کے ان فتاویٰ کو درج کیا جاتا ہے جن میں قواعد فقہیہ کا لحاظ کیا گیا ہے۔ فقہی قاعدہ ہے کہ "الیقین لایزول بالشک" کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔ اس قاعدہ کے مطابق مفتی صاحب بیوی کے حق مہر کو زیر بحث لاتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ:

اب مسئلہ زیر بحث میں دین مہر کا بذمہ شوہر عائد ہونا یقینی ہے اور ادا کرنا یا معاف کرنا بظاہر مشکوک اس لئے قاعدہ نمبر ا دین مہر ذمہ سے ساقط نہیں ہو اور جب تک کوئی شہادت معاف کرنے کی نہ ملے شوہر کی طرف معافی کو بوجہ قاعدہ ۲ اور ۳ منسوب نہیں کیا جا سکتا اور عورت کا اپنی زندگی میں اور ان کے بعد عورت کے ورثے کا

مطالبہ نہ کرنا اور تقسیم ترکہ کے وقت مزاحمت نہ کرنا اگرچہ بلا عذر بھی ہو اس کے حق کو دیانۃً ساقط نہیں کرتا کما صرحہ في کتاب القسمة من العالمگیریہ اگرچہ قضاء اس کا دعوی نہ سنا جائیگا خواہ اس پر کتنی ہی مدت گزر جائے جیسا کہ قاعدہ ۳ سے مفصلا معلوم ہو قواعد مذکورہ سے یہ معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں دین مہر ثابت فی الذمہ مانا جائے گا ساقط اور معاف سمجھنے کی ضرورت نہیں اور جب دین مہر بذمہ متوفی ثابت ہوا تو وفات کے وقت اس کا تعلق ترکہ متوفی سے ہو گیا اب اگر دین مستغرق ہے یعنی عورت کے مہر سے کم یا برابر ہے تو متوفی کے وارثوں کی ملک میں اس وقت تک منتقل ہی نہ ہو گا جب تک کہ وارث دین مہر کو اپنے مال سے ادا نہ کریں اور ان کے تصرفات اگر اس ترکہ میں کریں شرعاً نافذ نہ ہوں گے اور اگر دین مستغرق نہیں، مہر ادا کرنے کے بعد کچھ ترکہ بچتا ہے تو ترکہ قبل ادائے دین وارثوں کی ملک میں منتقل ہو جائے گا بشرطیکہ وہ ادائے دین کے ضامن بنیں بہر دوصورت دین مہر کی ذمہ داری صورت مسئولہ میں وارثوں کے ذمہ عائد ہوئی۔[10]

اسی طرح الاشباہ والنظائر میں مذکور فقہی قاعدہ ہے کہ " لو أقرَّ بطلاقِ زوجتِه ظانًّا بوقوعِه بإفتاءِ المفتي، فتبين عدمُه لم يقع "یعنی اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق ہونے کا اقرار اس گمان پر کیا کہ مفتی کے فتویٰ کی وجہ سے طلاق واقع ہو چکی ہے، پھر بعد میں یہ واضح ہو جائے کہ طلاق واقع نہیں ہوئی تھی، تو طلاق واقع نہیں ہو گی۔[11] اس فقہی قاعدہ کے مطابق ایک فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

دل دل میں خیال کرنے سے طلاق نہیں پڑی اور نہ بطور استفہام واستفتاء اس کے ذکر کرنے سے طلاق پڑی جیسا کہ اول مرتبہ کہا تھا لیکن پھر جو عالم کے فتوے پر اعتماد کر کے لوگوں سے کہا کہ ہم نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اس سے بھی دیانۃً تو طلاق نہیں پڑی لیکن قضاء پڑ گئی جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ معاملہ کسی حاکم کی عدالت میں گیا تو حاکم اس طلاق کے وقوع کا حکم دے گا اور اگر مقدمہ کسی حاکم کی عدالت یا پنچائت وغیرہ میں نہ پڑا تو طلاق نہ سمجھی جائیگی اور دیانۃً تھا اس کو اپنی بیوی سے تعلقات زن وشوہری رکھنا جائز رہے گا۔[12]

حاصل بحث

مذکورہ مقالہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، از مفتی محمد شفیعؒ کے فتاویٰ میں مقاصدِ شریعت اور قواعدِ فقہیہ کے عملی اطلاق کا ایک عمیق تحقیقی مطالعہ پر مشتمل ہے۔ تحقیق سے یہ امر نمایاں ہے کہ مفتی محمد شفیعؒ کا فقہی منہج محض نصوص کے ظاہری مفہوم تک محدود نہیں، بلکہ وہ احکامِ شرعیہ کی تعبیر و تطبیق میں شریعت کے بنیادی مقاصد مثلاً حفظِ دین، نفس، عقل، نسل اور مال کو اساس بناتے ہیں۔ بطور صدر مفتی دارالعلوم دیوبند اور بعد ازاں کراچی میں ان کی افتاء سے متعلق خدمات اس حقیقت کی شاہد ہیں کہ انہوں نے فقہِ اسلامی کی روایت وجدت دونوں کو ہموار اور ملحوظ رکھا۔ مقالہ میں منتخب فتاویٰ کا تجزیاتی جائزہ لیتے ہوئے یہ واضح کیا گیا کہ مفتی محمد شفیعؒ نے معروف قواعدِ فقہیہ کو نہ صرف استدلال کی بنیاد بنایا بلکہ انہیں عصری مسائل کے حل میں عملی رہنمائی کے طور پر استعمال کیا۔ بالخصوص جدید طبی مسائل، صحتِ عامہ کے بحران، معاشی ومالی معاملات اور بدلتے ہوئے سماجی عرف کے تناظر میں ان کا اسلوبِ افتاء توازن، احتیاط اور اجتماعی مصلحت کا آئینہ دار ہے، جو شریعت کی روح اور معاشرتی حقیقت دونوں سے ہم آہنگ دکھائی دیتا ہے۔ نتیجتاً کہا جاسکتا ہے کہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند عملی فقہِ اسلامی کا ایک جامع، معتدل اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ نمونہ ہیں، جہاں روایتی فقہی اصولوں اور بدلتے ہوئے سماجی حالات کے درمیان فکری ربط قائم کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں مفتی محمد شفیعؒ کا منہج عصرِ حاضر کے

قانونی و اخلاقی چیلنجز کے حل کے لیے نہایت اہم اور قابلِ تقلید ہے۔

سفارشات

- فتاویٰ دارالعلوم دیوبند از مفتی محمد شفیع کا جدید تحقیقی اصولوں کے مطابق موضوعاتی تجزیہ کیا جائے تاکہ اس کی فقہی جہات مزید واضح ہو سکیں۔
- معاصر معاشی، طبی و سماجی مسائل کے حل میں مفتی محمد شفیع کے فقہی منہج سے استفادہ کے امکان پر مزید تحقیق کی جائے۔
- فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کی آسان اردو تشریح اور خلاصہ تیار کیا جائے تاکہ عام قارئین اور طلبہ بھی استفادہ کر سکیں۔
- مفتی محمد شفیع کے فتاویٰ میں موجود اصولی اور اعتدالی طرزِ افتاء کو عصرِ حاضر کے مفتیان کے لیے رہنما اصول کے طور پر اجاگر کیا جائے۔
- اس عظیم فقہی ذخیرے کو ڈیجیٹل صورت میں محفوظ کر کے آن لائن تحقیقی پلیٹ فارمز پر دستیاب کیا جائے۔

References

1 Muḥammad Nuʿmān, Mawlānā, *Urdū Fatāwā kā Taʿāruf*, (Karachi: Maktabat al-Matīn, 2020), P. 420.

2 Ibid., P. 421.

3 Ibid., P. 422.

4 Muḥammad Shafīʿ, Muftī, *Fatāwā Dār al-ʿUlūm Deoband,* (Karachi: Dār al-Ishāʿat, 2001), Vol. 1, P. 115.

5 Ibid., Vol. 2, P. 120.

6 Ibid., Vol. 2, P. 810.

7 Ibid., Vol. 2, P. 436.

8 Ibid., Vol. 2, P. 566.

9 Ibid., Vol. 2, P. 700.

10 Ibid., Vol. 2, P. 477.

11 Ibn Nujaym, Zayn al-Dīn, *al-Ashbāh wa al-Naẓāʾir*, (Deoband: al-Maktabah al-Thānawiyyah, 2007), P. 36.

12 Muḥammad Shafīʿ, *Fatāwā Dār al-ʿUlūm Deoband*, Vol. 2, P. 500.